رسائل و مسائل

لادینیت کے دور میں معاشرتی تعلقات و رسوم کی حیثیت

سوال: ۱-سیکولرزم کے غلبے میں دنیا سمٹ کر رہ گئی ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں خدا اور خدا کے قانون کو نہیں مانتے اور آہستہ آہستہ کسی بھی مذہب کو نہ ماننے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ فیشن، خوراک، چیزوں کے برانڈ، ہر چیز ہی اب ایک کلچر کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ مسلمانوں نے بھی بالخصوص جو ملک سے باہر رہتے ہیں، اس کلچر کو اختیار کر رکھا ہے (حرام کے عنصر کو نکال کر)۔ چونکہ اس کلچر کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس لیے زیر استعمال چیزوں میں ہم بھی وہی برانڈ استعمال کرتے ہیں جو یہاں (بیرونِ ملک) لوگ کر رہے ہوتے ہیں، اور پردے ہی میں سہی مگر فیشن کے مطابق کپڑے پہنتے ہیں۔ اسلام میں دوسرے مذاہب اور اقوام کی مشابہت اور نقالی سے منع کیا گیا ہے۔ کیا ہمارا عصرِ حاضر کے مطابق (حرام و حلال کا خیال رکھتے ہوئے) اس طرزِ زندگی کو اختیار کرنا جائز ہے؟

۲-سالگرہ کو لوگ کسی قوم کی نقالی کے بجائے گلوبل کلچر کا حصہ سمجھتے ہیں، اور ساتھ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری نیت کسی قوم کی تقلید کی نہیں بلکہ بس اپنے بچے کی خوشی یا محض مل جل کر بیٹھنا ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی سالگرہ کی دعوت پر بلائے تو کیا مجھ پر اُس کا یہ حق ہے کہ میں سنت کے مطابق اِس کی دعوت کو قبول کروں یا بھلے طریقے سے معذرت کی جاسکتی ہے؟ علما سالگرہ کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ یہ بدعت کس طرح ہے؟ کوئی بھی شخص سالگرہ کی تقریب دینی رسم سمجھ کر تو نہیں کرتا ہے۔ میں ذاتی طور پر اسے مناسب نہیں سمجھتی اور مجھے لگتا ہے کہ اس سے خواہ مخواہ دوستوں اور رشتہ داروں پر

سماجی دباؤ آجاتا ہے لیکن پھر بھی لوگ بلاتے ہیں۔ اس معاملے میں کس قدر سخت رویے کی گنجایش ہے۔

۳- عورتوں کے بال کٹوانے پر رہنمائی فرمائیے؟ برعظیم پاک و ہند کے علما اس کو درست نہیں سمجھتے لیکن دوسری طرف شیخ عبدالعزیز بن بازؒ کا اس کے جواز میں فتویٰ موجود ہے۔ براہ مہربانی رہنمائی فرمائیے کہ اگر کوئی عورت شرعی پردہ کرتی ہو لیکن صرف اپنی یا اپنے شوہر کی خوشی کے لیے اپنے بالوں کو کٹوائے تو کیا یہ جائز ہوگا یا دوسروں پر بُرے اثرات مرتب ہونے کا خدشہ ہے؟

بالوں کو رنگوانے کے متعلق بھی وضاحت فرما دیجیے کہ آیا صرف اپنے یا شوہر کے شوق کی خاطر بالوں کو رنگوایا یا بلیچ کروایا جاسکتا ہے، جب کہ عورت شرعی پردے کا خیال رکھتی ہو؟ کیا ہم کسی ایسی کارکن یا داعی کے محاسبے کا حق رکھتے ہیں؟

۴- مغرب میں جن جوتوں میں چمڑے کا استعمال ہوتا ہے بالعموم وہ خنزیر کی کھال کے ہوتے ہیں اور شرعی اعتبار سے ایسے جوتوں کا استعمال حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس صورت حال میں اچھے جوتوں کی خریداری بہت مشکل ہوجاتی ہے، بالخصوص ملک سے باہر رہتے ہوئے۔ سوال یہ ہے کہ کوئی کتنا اس بات کا مکلّف ہے کہ وہ خریداری سے پہلے اس بات کی تحقیق کرے کہ اس میں کون سا چمڑا استعمال کیا گیا ہے؟

جواب: آپ کے سوالات پڑھ کر اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ لادینیت کے دور میں بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عنایت سے ایسے افراد دنیا کے ہر گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں جنھیں معاشرتی معاملات میں حلال و حرام کی فکر ہے اور جو عصرِ حاضر میں تمام مشکلات و مصائب کے باوجود اپنے رب کو خوش کرنے اور صرف اس کی رضا کے حصول کے لیے اپنے رہن سہن اور رسومات کو شریعت کے مطابق دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی نیک روحوں میں مزید اضافہ فرمائے اور دنیا میں جہاں کہیں بھی ایسے صالح افراد پائے جاتے ہیں انھیں اسلام کی صحیح تصویر عملاً پیش کرنے کی توفیق دے، آمین!

سوالات میں جہاں تک نظری طور پر بعض معامات کے درست یا نادرست ہونے کا تعلق

ہے، اس میں یہ بات سامنے رکھیے کہ اسلام تمام انسانوں اور تمام ادوار کے لیے آیا ہے۔ اس لیے یہ لباس، غذا اور معاشرتی تعلقات کے عالم گیر اصول دیتا ہے۔ یہ کسی مقامی ثقافت، رسوم و رواج اور عرف کا غلام نہیں ہے۔ رسومات ہوں یا کسی دور کا کوئی طرزِعمل، ان سب کو قرآن وسنت کے ابدی اصولوں پر جانچ کر دیکھنا ہوگا کہ وہ کہاں تک ان اصولوں سے مطابقت رکھتے ہیں۔

اسلامی کلچر عربی یا عجمی روایات کا نام نہیں ہے۔ اسلام کا مقصد عربوں اور عجمیوں دونوں کو مسلمان بنانا ہے۔ مسلمانوں کو عرب یا عجمی بنانا نہیں ہے۔ وہ تمام طریقے جو جاہلیت کے تھے اور جو ان کی پہچان تھے اور جسے عربیت [عروبہ] کہا جاتا تھا، ان کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں تلے روندا اور صرف کلمۃ اللہ کے اعلیٰ ہونے کا اعلان اپنے آخری خطبے میں (حج کے موقع پر) فرما کر اسلامی ثقافت، فکر اور کلچر کی بنیاد توحیدِ خالص پر قائم فرمائی۔ قرآن کریم نے تبرجات الجاہلیہ کو رد کرتے ہوئے ہر اس عمل کو رد کیا جو اللہ اور رسولؐ کی معصیت کی طرف لے جانے والا ہو۔

یہ بات درست نہیں ہے کہ کلچر سیکولر ہو یا مغربی یا مشرقی، اس کا تعلق مذہب کے ساتھ نہیں ہے۔ کلچر یا ثقافت دراصل دینی عقائد و تعلیمات کا ایک عکس ہوتا ہے۔ اس لیے جو لوگ شرک پر یقین رکھتے ہیں، ان کا کلچر مشرکانہ ہوگا، اور جو توحید کو مانتے ہیں ان کا کلچر توحیدی ہوگا (یہ مضمون الگ تفصیلی بحث کا مستحق ہے۔ اس لیے ہم اسے نامکمل چھوڑتے ہوئے اصل سوال کی طرف آتے ہیں)۔

● **مخصوص برانڈ کا استعمال:** اگر کسی برانڈ کی شے میں غیر برانڈ کی شے کے مقابلے میں زیادہ منفعت ہے اور جو قیمت آپ ادا کریں اس کے بدلے آپ کی ضرورت زیادہ بہتر طور پر پوری ہو رہی ہے تو اس میں شریعت کو کیا اعتراض ہوگا؟ ہاں، اگر مقصود یہ ہے جب کوئی مرد دوسرے مرد سے مصافحہ کرنے والا ہو تو اس کی قمیص کے کف پر لکھے ہوئے برانڈ کو دیکھ کر وہ سمجھ لے کہ اس کی قمیص فلاں برانڈ کی ہے، اور جب آپ قلم سے لکھنا چاہیں تو دیکھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہ قلم کتنا قیمتی ہے، تو کیا ایسا کرنا کسی بھی اخلاقی ضابطے کے مطابق درست ہوسکتا ہے؟ شریعت کسی غیر عقلی زبردستی کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے تمام اصول عقل، شرافت اور اخلاق پر مبنی ہیں اور یہ اخلاق اور اصول الہامی ہیں، انسانوں کے ساختہ پرداختہ نہیں ہیں۔

مخصوص برانڈ کی چیز کے استعمال میں مشابہت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ کوئی بھی

برانڈ کسی خاص طبقے کی اجارہ داری یا پہچان نہیں ہے۔ ایک یہودی ہو یا دہریہ، یا ایک مخلص مومن، جو بھی اس کی مطلوبہ قیمت ادا کرے گا وہ اسے استعمال کرسکتا ہے۔ اس لیے اسے مشابہت سے خلط ملط کرنا درست نہیں ہوگا۔ ہاں، اگر کوئی شے ایک خاص فرقہ یا مذہبی گروہ سے وابستہ ہے اور اسے استعمال کیا جائے تو مشابہت کی تعریف میں آئے گا، مثلاً صلیب یا چھے کونوں والے تارے کا استعمال۔

● **سالگرہ میں شرکت:** اگر کسی بچے کی سالگرہ کے لیے آپ نے کیک، موم بتیوں یا غباروں وغیرہ کا اہتمام نہیں کیا اور نہ سارے گھر والوں سے مل کر بے سرے یا انتہائی سریلے انداز میں 'سالگرہ مبارک ہو' گایا ہو، بلکہ بچے کو یہ بات سمجھائی کہ اب آپ کی عمر سات سال ہو رہی ہے اس لیے اب آپ ذمہ داری کے احساس کے ساتھ نمازوں کا اہتمام کریں اور جب ایک ماہ تک ایسا کریں گے تو ہم سب باہر جا کر آپ کی پسند کا کھانا آپ کو کھلائیں گے یا فلاں چیز پکوا کر ساتھ مل کر کھائیں گے، تو اس میں شریعت کے کون سے اصول کی خلاف ورزی ہے؟ ہاں، جو طریقہ ہمارے ہاں رائج ہے کہ بڑے چھوٹے نوک دار ٹوپی پہن کر اپنی شکل کو مضحکہ خیز بنا کر، گا کر 'سالگرہ مبارک' کہیں، وہ عقل، شریعت یا بُردباری سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا ہے۔

جہاں تک کسی ایسی تقریب میں جانے کا تعلق ہے جہاں فواحش و منکرات [ناچ گانا، عریانی، حرام مشروب کا استعمال] کیا جا رہا ہو، تو واضح ہے ایسا کرنا اسلام کے منافی ہے، لیکن اگر کسی سالگرہ کی تقریب میں آپ کو مدعو کیا گیا اور آپ شرکت سے انکار کریں تو قطع رحمی ہوگی۔ اگر یہ بھی معلوم ہو کہ وہاں ناچ گانا یا شراب کا استعمال نہیں ہو رہا، تو صلہ رحمی کے پیش نظر وہاں جا کر نصیحت کی بات پہنچانا اور گفتگو میں اس طرف متوجہ کرنا کہ اس قسم کی تقاریب میں اسراف نہ ہو، غیرمسلموں کی نقل نہ کی جائے، وہ چیزیں نہ ہوں جن سے دوسروں کی نقالی ثابت ہوتی ہو، ایک دعوتی عمل کی شکل اختیار کرسکتا ہے۔ دین کے حوالے سے یہ بات سمجھ لیجیے کہ یہ مثبت اور تعمیری فکر کی تعلیم دیتا ہے محض منہیات کا نام نہیں ہے۔ جن باتوں سے منع کیا گیا ہے وہ محدود ہیں جن کو کرنے کی طرف اُبھارا گیا ہے وہ لاتعداد ہیں۔ یہ بھی ہے کہ راستے میں چلتے ہوئے ایک کانٹا یا پتھر جو لوگوں کو تکلیف پہنچا سکتا ہے اسے دُور کر دیا جائے۔ اگر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ کے میلے میں جا کر دعوتِ اسلامی پیش فرماتے ہیں تو کسی ایسی تقریب میں، وہ سالگرہ کی ہو یا نکاح کی جس

میں فحاشی وعریانی اور منکرات کا امکان بظاہر نہ ہو، جانا شریعت کے منافی کیسے ہوسکتا ہے۔

سالگرہ کے بارے میں آپ کی ذاتی راے کا پورا احترام کرتے ہوئے آپ کا رویہ یہ ہونا چاہیے کہ چاہے ذاتی طور پر نہ آپ سالگرہ منائیں نہ اسے درست سمجھیں، لیکن اگر ایسے موقع کو آپ دعوت کے لیے استعمال کرسکتی ہیں تو کیا ایسے موقع کو ضائع کرنا شریعت کا مقصود ہے؟

●**بال کٹوانا اور رنگوانا**: بال کٹوانے پر اگر شیخ عبدالعزیز بن باز مرحوم نے اور شیخ یوسف القرضاوی نے فتویٰ دیا ہے تو میری معلومات کی حد تک اس کی واضح دلیل اس اصول میں ہے جس میں ایک بڑی بُرائی سے بچنے کے لیے کم تر کا اختیار کرنا مصلحت دینی ہے۔ اگر ایک شوہر اور اس کی بیوی یہ سمجھتے ہیں کہ بیوی کے بال ترشے ہوئے ہوں تو ذاتی پسند و ناپسند سے قطع نظر اسے ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔ جس بات کی ممانعت ہے وہ بالوں میں بال جوڑنے کی ہے بالوں کو کاٹنے کی نہیں۔

دوسری جانب یہ بات کہ اس طرح مرد اور عورت کا تشخص ختم ہوجاتا ہے اس وقت قوی ہے جب ایک مسلمان خاتون بال کٹوا کر سر کھول کر بازاروں میں پھر رہی ہو۔ اگر ایک بیوی اپنے شوہر کی خواہش کی بنا پر بال تراش کر [وہ جس طرح کے بھی ہوں] اس کے سامنے آتی ہے اور جب باہر جاتی ہے تو اس کا سر اور تمام جسم ڈھکا ہوا ہے تو اس میں معاشرے کو کیا خطرہ ہے؟ کیا وہ معاشرے میں مشابہت کی تشہیر کر رہی ہے؟ ہاں، اگر کوئی عورت بال کٹوا کر سر کھول کر سب کے سامنے پھرتی ہے تو مشابہت سے زیادہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی شریعت کی مخالفت ہے جس کا مطالبہ یہ ہے کہ وہ حجاب، یعنی سر ڈھانک کر باہر نکلے۔ شرعی پردے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث نے قیامت تک کے لیے متعین کر دیا جس میں آپؐ سیدہ عائشہؓ کو ہدایت فرماتے ہیں کہ جب ایک مسلمان بچی بالغ ہوجائے تو چہرے اور ہاتھ کے سوا تمام جسم ڈھکا ہوا ہو۔ اس میں بالوں کی سیٹنگ کہیں آس پاس نہیں آتی کیونکہ جب سر مکمل طور پر ڈھک گیا تو حجاب کے اندر بال لمبے ہوں یا چھوٹے، اس سے کسی کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

بال رنگوانے کے بارے میں یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ مہندی یا حنا کے استعمال کی کوئی ممانعت نہیں کی گئی۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے اگر ایک خاتون اپنے بالوں کو اس لیے رنگین

کرتی ہے کہ اس کا شوہر اسے پسند کرتا ہے تو اس کی مثال وہی ہے جو اس سے قبل بالوں کی تراش کے بارے میں عرض کی گئی۔ آپ نے یہاں بھی شرعی پردے کا ذکر کیا ہے۔ جب تک ایک خاتون چہرے اور ہاتھ کے سوا تمام جسم ڈھانکے ہوئے ہے، وہ بہت سے کام اس وقت تک کرسکتی ہے جب تک اس کام کی ممانعت ثابت نہ ہوجائے۔ شریعت کا اصول ہے اصلاً ہر فعل مباح ہے جب تک اس کی حُرمت ثابت نہ ہو۔ یہاں پر یاد رکھیے اسلام میں حلال و حرام واضح ہیں لیکن بعض چیزیں انسان کی فطرت کا مطالبہ ہیں۔ ایک خاتون کی خوب صورتی کے اجزا میں اس کے بالوں کا لمبا ہونا مسلم دنیا میں ہی نہیں، قدیم ترین تہذیبوں کا حصہ رہا ہے لیکن اس بنا پر شدت کے ساتھ ایک موقف اختیار کرلینا بھی دین کی حکمت، مصلحت اور بصیرت سے مطابقت نہیں رکھتا۔

جہاں تک تعلق محاسبے کا ہے وہ تو کسی بھی ایسے موضوع پر کیا جاسکتا ہے جو آپ کے نزدیک معاشرتی یا تحریکی حقوق سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر جس کا محاسبہ کیا جارہا ہے وہ آپ کو اپنے جواب سے مطمئن کردے کہ آپ کا احتساب غلط تھا، تو آپ کو کشادگیِ قلب کے ساتھ اپنی غلطی کو مان لینا چاہیے۔ احتساب جب تک کیا جاتا رہے گا اُمت مسلمہ ان شاءاللہ صراط مستقیم پر رہے گی۔

● **حرام جانور کی کھال کی اشیا کا استعمال:** کسی حرام جانور کی کھال کے استعمال اور وہ بھی خصوصاً جوتوں یا دیگر صنعتی استعمالات میں، یہ بات سامنے رکھیے کہ قرآن کریم نے ان کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے نہ کہ ان کے صنعتی استعمال کو۔ اگر ایک گائے کسی مرض کی بنا پر مرجاتی ہے تو کیا اس کا گوشت ہم اس لیے کھاسکتے ہیں کہ گائے حلال جانوروں میں شمار ہوتی ہے؟ ایک مُردہ گائے کا گوشت اگر حرام ہے تو اس کی کھال کیا حلال ہوجائے گی؟ ہاں، حدیث سے ثابت ہے کہ ایک مُردہ کھال کو جو چیز حلال کرتی ہے وہ اس کی دباغت ہے، یعنی اس کا ایک ایسے عمل سے گزارنا جس میں اس کی صفائی ستھرائی کی جاتی ہے۔ نفرت اور اس کے حرام ہونے کے باوجود اس کی کھال کا وہ استعمال جس سے شریعت نے منع نہ کیا ہو، اس پر حکم لگانا مناسب نہ ہوگا۔ ہاں، اگر اکراہ کی بنا پر اسے استعمال نہ کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ اکراہ کی بنا پر کیکڑے کو جو پانی میں پائی جانے والی غذا کی تعریف میں آنے کی بنا پر حلال ہے، استعمال نہ کرنا، شریعت کے کسی اصول کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ واللّٰہ اعلم بالصواب (ڈاکٹر انیس احمد)